



نکاحِ متعہ تا قیامت حرام ہے

غلامِ مصطفیٰؐ ظہیر امن پوری

ہمارے پیارے رسول، محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ایک مکمل اور کامل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں تا قیامت تبدیلی کی گنجائش نہیں، کیونکہ انسانیت کے مختلف ادوار اور مختلف حالات میں جو قوانین متغیر رہے تھے، اسلام نے ان کو مستقل کر دیا ہے۔ نزولِ وحی کے زمانے سے لے کر قیامت تک کے لیے ایک ٹھوس دستورِ زندگی عطا فرما دیا گیا۔ یہ کمال ہی کا تقاضا تھا کہ صرف افراد کو نہیں، بلکہ معاشرے کو بھی مد نظر رکھ کر قوانین مرتب کر دیے گئے۔ جن کاموں سے معاشرے میں خرابی واقع ہوتی تھی، ان کو بدرجہ حرام کر دیا گیا۔ شراب کی مثال لے لیں کہ کس طرح غیر محسوس انداز سے مسلمان معاشرے کو اس سے پاک کیا گیا۔ پہلے نمازوں کے اوقات میں نشہ نہ کرنے کا حکم فرما کر مسلمانوں سے اس کی لت ختم کی، پھر اس کے فوائد کی نسبت اس کی خرابیوں کے زیادہ ہونے کا بتا کر اس سے عمومی نفرت کا رجحان پیدا کیا اور آخر میں اسے مستقل طور پر حرام قرار دے دیا گیا۔

نکاحِ متعہ بھی انہی چیزوں میں سے ہے، جنہیں اسلام نے اصلاحِ معاشرہ کی خاطر ابدی طور پر حرام قرار دے دیا ہے۔ جیسے شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے عہدِ رسالت میں شراب پی جاتی رہی، اسی طرح تدریجی حکمتِ عملی کے تحت عہدِ نبوی میں نکاحِ متعہ بھی ایک وقت تک جائز رہا، لیکن پھر اسے قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا اور اس کی جگہ شرعی نکاح ہی کو حتمی اور لازمی اصول بنا دیا گیا۔

اب جس طرح کسی مسلمان کا شراب کی حرمت سے پہلے تک کے عہدِ رسالت میں صحابہ کرام کے شراب پینے کے واقعات کو دلیل بنا کر شراب کو حلال قرار دینا جائز نہیں، اسی

طرح کسی مسلمان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ حرمتِ متعہ سے پہلے پیش آنے والے عہدِ نبوی کے واقعات کو دلیل بناتے ہوئے اب بھی نکاحِ متعہ کے جواز پر اصرار کرے۔

نکاحِ متعہ کے فرد اور معاشرے پر نہایت مضر اثرات تھے، جن کی بنا پر اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔ اس کے مقابلے میں شرعی نکاح کو رائج کیا گیا، جو مفاسد سے بالکل خالی اور فرد و معاشرے کے لیے بے شمار فوائد کا حامل ہے۔

شرعی نکاح کا اہم مقصد عفت و عصمت کا تحفظ ہے، جو کہ نکاحِ متعہ سے حاصل نہیں ہوتا، نیز نکاحِ شرعی میں اہم جزو دوام و استمرار ہے، جو کہ متعہ میں نہیں پایا جاتا۔ نکاحِ شرعی کا اہم فائدہ محبت و موڈت اور سکون ہے، جو کہ نکاحِ متعہ میں ناپید ہے۔ نکاحِ شرعی میں بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کا تصور تو ہے، لیکن ایک سے زائد خاوندوں کا تصور قطعاً نہیں، جبکہ نکاحِ متعہ میں ایک سے زائد خاوندوں کا تصور واضح طور پر پایا جاتا ہے۔ ایک عورت کے لیے نکاحِ متعہ کے ذریعے ایک ہی دن میں بیسیوں افراد سے منہ کالا کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔

نکاحِ متعہ کے ذریعے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے اور انسانوں میں بہیمانہ رویے پروان چڑھتے ہیں۔ ایک عورت جب نکاحِ متعہ کے ذریعے کئی مردوں سے تعلق رکھتی ہے، تو کیا معلوم اس کی کوکھ میں پلنے والا بچہ کس کا ہے؟ ایسے بچے عام طور پر خونخوار درندے ہی بنتے ہیں، پر امن شہری نہیں بن پاتے۔ نکاحِ متعہ میں ولی (باپ، بھائی) کے حقوق بھی پامال ہوتے ہیں۔ عصمت جو انسانیت کا جوہر ہے، ختم ہو جاتی ہے اور ماحول میں آوارگی پھیلتی ہے۔

شیخ الاسلام، ابو العباس، احمد بن عبد الحلیم، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَالنِّكَاحُ الْمُبِیْحُ هُوَ النِّكَاحُ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ الْمُسْلِمِیْنَ، وَهُوَ النِّكَاحُ

الَّذِي جَعَلَ اللَّهُ فِيهِ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً.

”جائز نکاح وہی ہے، جو مسلمانوں کے ہاں معروف ہے۔ یہی وہ نکاح ہے، جسے اللہ

تعالیٰ نے زوجین میں مودت و رحمت کا باعث بنایا ہے۔“ (مجموع الفتاویٰ: 92/32، 93)

نکاحِ متعہ کی بے شمار قباحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے شادی شدہ

خواتین بھی بدکاری کی راہ اختیار کر لیتی ہیں، جیسا کہ:

❁ شیعہ کے شیخ الطائفہ، ابو جعفر، محمد بن حسن، طوسی (م: 460ھ) نے لکھا ہے:

وَلَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَسْأَلَهَا؛ هَلْ لَهَا زَوْجٌ أَمْ لَا.

”نکاحِ متعہ کرنے والے مرد کے لیے عورت سے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ اس کا کوئی

خاوند ہے یا نہیں۔“ (النهاية، ص: 490)

ان قباحتوں کے باوجود نکاحِ متعہ شیعہ مذہب کا بنیادی جزو ہے، جیسا کہ:

❁ شیعہ فقیہ، محمد بن حسن، الحر العاملي (م: 1104ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ إِبَاحَةَ الْمُتَعَةِ مِنْ ضَرُورِيَّاتِ مَذْهَبِ الْإِسْلَامِيَّةِ.

”نکاحِ متعہ کا جائز قرار دینا امامی شیعوں کی مذہبی ضرورت ہے۔“

(وسائل الشيعة: 245/7)

نکاحِ متعہ اور اجماعِ امت

امتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں نکاحِ متعہ تا قیامت حرام

ہو چکا ہے، جیسا کہ:

❁ امام ابو عیید، قاسم بن سلام رضی اللہ عنہ (150-224ھ) فرماتے ہیں:

فَالْمُسْلِمُونَ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ عَلَى هَذَا الْقَوْلِ: إِنَّ مُتَعَةَ النِّسَاءِ قَدْ

نَسِخَتْ بِالتَّحْرِيمِ، ثُمَّ نَسَخَهَا الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ ---، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهُ كَانَ ذَلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهِ، ثُمَّ بَلَّغْنَا أَنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ.

”آج مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورتوں سے نکاح متعہ کو منسوخ کر کے حرام کر دیا گیا ہے۔ کتاب و سنت نے اسے منسوخ کیا ہے۔ کوئی ایک بھی ایسے صحابی معلوم نہیں ہوئے، جو نکاح متعہ کی رخصت دیتے ہوں، سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ اس کے جواز پر ان کا مشہور فتویٰ تھا۔ پھر ہم تک یہ بات بھی پہنچ گئی کہ (حق معلوم ہونے پر) انہوں نے اپنے اس فتوے سے رجوع فرما لیا تھا۔“ (الناسخ والمنسوخ، ص: 80)

امام ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْيَوْمَ جَمِيعًا، مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَأَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الشَّامِ، وَأَصْحَابِ الْأَثَرِ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ، وَغَيْرِهِمْ، أَنَّهُ لَا رُخْصَةَ فِيهَا لِمُضْطَرٍّ وَلَا لِعَاجِزٍ، وَأَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ حَرَامٌ، عَلَى مَا ذَكَرْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ.

”اس دور میں اہل عراق، اہل حجاز اور اہل شام، نیز اصحاب الحدیث و اصحاب الرائے وغیرہ سب اہل علم کا اتفاقی فتویٰ یہی ہے کہ کسی کو کوئی مجبوری ہو یا نہ ہو، نکاح متعہ کی اجازت نہیں، نیز یہ منسوخ اور حرام ہے، جیسا کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت کر دیا ہے۔“ (الناسخ والمنسوخ، ص: 82)

✽ حافظ، ابو محمد، حسین بن مسعود، بغوی رضی اللہ عنہ (م: 516ھ) فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ كَالِإِجْمَاعِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ.



”علماء کرام کا نکاحِ متعہ کو حرام قرار دینے پر اتفاق ہے۔ یہ مسلمانوں کا ایک اجماع ہی ہے۔“

(شرح السنّة: 100/9)

✽ حافظ، عبد الرحمن بن علی، ابن الجوزی رحمہ اللہ (508-579ھ) فرماتے ہیں:

فَقَدْ وَقَعَ الْإِتِّفَاقُ عَلَى النَّسْخِ . ”نکاحِ متعہ کے منسوخ ہونے پر

مسلمانوں کا اجماع ہے۔“ (کشف المشکل من حدیث الصحیحین: 146/1)

✽ مشہور مفسر، ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رحمہ اللہ (600-671ھ) فرماتے ہیں:

فَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلَى تَحْرِيمِهَا . ”نکاحِ متعہ کو حرام قرار دینے پر

مسلمانوں کا اجماع ہو گیا ہے۔“ (تفسیر القرطبی: 133/5)

✽ امام، ابو جعفر، احمد بن محمد بن سلامہ، طحاوی رحمہ اللہ (238-321ھ) فرماتے ہیں:

فَهَذَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكَرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكَرٌ، وَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى مُتَابَعَتِهِمْ لَهُ عَلَى مَا نَهَى عَنْهُ مِنْ ذَلِكَ، وَفِي إِجْمَاعِهِمْ عَلَى النَّهْيِ فِي ذَلِكَ عَنْهَا دَلِيلٌ عَلَى نَسْخِهَا، وَحُجَّةٌ.

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کی موجودگی میں عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سب صحابہ کرام متعہ سے منع کرنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمناو تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ اجماع متعہ کے منسوخ ہونے کی دلیل و برہان ہے۔“

(شرح معانی الآثار: 26/3)

نکاحِ متعہ اور قرآن کریم

✽ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ * إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ * فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ (المؤمنون 23 : 5-7، المعارج 70 : 29-31)

”اور وہ لوگ (مؤمن ہیں)، جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور اپنی لونڈیوں کے۔ ایسے لوگ ملامت نہیں کیے جائیں گے۔ لیکن جو لوگ اس کے علاوہ کچھ تلاش کریں، وہ زیادتی کے مرتکب ہیں۔“

معلوم ہوا کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی سے جنسی تعلق رکھنا جائز نہیں۔ جس عورت سے متعہ کیا جاتا ہے، وہ مرد کی نہ بیوی ہوتی ہے نہ لونڈی، لہذا متعہ حرام ہے۔

ام المؤمنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے متعہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے ارشاد فرمایا: **بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، قَالَ: وَقَرَأْتُ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾ * ---**

”میرے اور تمہارے مابین اللہ کی کتاب سے فیصلہ ہوگا۔ انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾ * ([مؤمن وہ ہیں،] جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں)۔“ (الناسخ والمنسوخ للقاسم بن سلام : 131، مسند

الحارث [بغية الباحث]: 479، السنن الكبرى للبيهقي : 206/7، 207، وسنده صحيح)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَىٰ شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ .

”یہ حدیث امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح ہے۔“ (المستدرک : 305/2، 393)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں ان کی موافقت کی ہے۔



✽ فرمانِ الہی ہے:

﴿وَلَيْسَتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ

فَضْلِهِ﴾ (النور 24: 33)

”اور جو لوگ نکاح (کے لیے مالی استطاعت) نہیں پاتے، وہ اپنی عزت کی حفاظت کریں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں الکلیا الہراسی کے نام سے معروف، مفسر و فقیہ، علامہ، ابوالحسن، علی بن محمد، طبری رحمۃ اللہ علیہ (450-504ھ) فرماتے ہیں:

أَمْرُهُمْ بِالتَّعْفِفِ عِنْدَ تَعَذُّرِ النِّكَاحِ عَمَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَذَلِكَ عَلَى الْوُجُوبِ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ إِبَاحَةَ الْإِسْتِمْتَاعِ مَوْقُوفَةٌ عَلَى النِّكَاحِ، وَلِذَلِكَ يُحَرِّمُ مَا عَدَاهُ، وَلَا يُفْهِمُ مِنْهُ التَّحْرِيمُ بِمِلْكِ الْيَمِينِ، لِأَنَّ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَى النِّكَاحِ لِعَدَمِ الْمَالِ لَا يَقْدِرُ عَلَى شِرَاءِ الْجَارِيَةِ غَالِبًا، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى بُطْلَانِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَدَلِيلٌ عَلَى تَحْرِيمِ الْإِسْتِمْنَاءِ.

”اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نکاح نہ ہو سکنے کی صورت میں جنسی تسکین کے حرام ذرائع سے منع فرمایا۔ یہ ممانعت وجوبی ہے۔ یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ جنسی تسکین کا جواز نکاح پر موقوف ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے باقی سارے ذرائع کو حرام قرار دے دیا ہے۔ یاد رہے کہ اس آیت سے لونڈیوں کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ (ان کا ذکر تو اس لیے نہیں کیا گیا کہ) جو شخص مال نہ ہونے کی وجہ سے نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ عموماً لونڈی خریدنے پر بھی قادر نہیں ہوتا۔ یہ آیت نکاحِ متعہ کی حرمت پر بھی دلیل ہے اور اس

سے مشت زنی کا حرام ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔“ (أحكام القرآن: 4/313، 314)

تنبیہ : بعض لوگ قرآن کریم سے متعہ کے جواز کا استدلال کرنے کی

ناکام سعی کرتے ہیں۔ اس حوالے سے وہ سورہ نساء کی آیت نمبر ۴۴ پیش کرتے ہیں۔

فرمانِ الہی ہے :

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾

”جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ، ان کو ان کے حق مہر ضروری طور پر ادا کرو۔“

مشہور مفسر، علامہ قرطبی رحمہ اللہ، ابن کثیر منداد بصری (م: 390ھ) سے نقل کرتے ہیں :

وَلَا يَجُوزُ أَنْ تُحْمَلَ الْآيَةُ عَلَى جَوَازِ الْمُتْعَةِ، لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَحَرَمَهُ، وَلِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ : ﴿فَإِنْ كَحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾، وَمَعْلُومٌ أَنَّ النِّكَاحَ بِإِذْنِ الْأَهْلِينَ هُوَ النِّكَاحُ الشَّرْعِيُّ، بِوَلِيِّيٍّ وَشَاهِدَيْنِ، وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ لَيْسَ كَذَلِكَ .

”اس آیتِ کریمہ سے متعہ کا جواز کشید کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایک تو رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ متعہ سے منع فرما دیا ہے اور اسے حرام قرار دے دیا ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (اس سے اگلی آیت میں) ارشاد فرمایا : ﴿فَإِنْ كَحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾ (تم ان عورتوں سے ان کے گھروالوں کی اجازت سے نکاح کرو) اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ عورت کے گھروالوں کی اجازت، یعنی ولی اور دو گواہوں کی موجودگی میں جو نکاح ہوتا ہے، وہ نکاح شرعی ہی ہوتا ہے، نکاحِ متعہ کی صورت یہ نہیں ہوتی۔“

(تفسیر القرطبی: 5/129، 130)

معلوم ہوا کہ قرآن کریم سے نکاحِ متعہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا، بلکہ صرف نکاحِ شرعی کا

اثبات ہوتا ہے۔

نکاحِ متعہ اور احادیثِ رسول ﷺ

نکاحِ متعہ پہلی دفعہ غزوہ خیبر میں منع ہوا تھا، پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن تک اس کی اجازت دی گئی، پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔
غزوہ خیبر کے موقع پر ممانعت کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر ①: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنْ خَيْبَرَ. ”غزوہ خیبر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا تھا۔“

(صحیح البخاری: 5115، صحیح مسلم: 30/1407)

ایک روایت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

نَهَى عَنِ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ. ”آپ ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے نکاحِ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔“

(صحیح البخاری: 606/2، ح: 4216، صحیح مسلم: 452/1، ح: 1407)

صحیح مسلم کی ایک روایت (1407/31) یوں ہے:

إِنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ: مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ. ”سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عورتوں سے متعہ

کرنے کے بارے میں نرم بات کرتے سنا، تو فرمایا: ابن عباس! اس فتوے سے رُک جاؤ،



کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔“

صحیح مسلم کی دوسری روایت (1407/32) میں یہ الفاظ ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لَحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

”رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے نکاحِ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔“

حدیث علی رضی اللہ عنہ اور علماء حدیث:

اس حدیث کی صحت کے بارے میں اہل علم کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

① امام، ابو جعفر، احمد بن محمد، نحاس (م: 338ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا اخْتِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي صِحَّةِ الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَاسْتِقَامَةِ طَرِيقِهِ بِرَوَايَتِهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرِيمَ الْمُتْعَةِ.

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک بیان کی گئی سند اور رسول اللہ ﷺ سے ان کے متعہ کی تحریم نقل

کرنے کی صحت میں علماء کرام کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔“ (الناسخ والمنسوخ، ص: 322)

② معروف محدث و مفسر، حافظ، ابو محمد، حسین بن مسعود، بغوی رحمہ اللہ (م: 516ھ)

فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ.

”اس حدیث کی صحت پر تمام اہل

علم کا اتفاق ہے۔“ (شرح السنة: 99/9، ح: 2292)

③ حافظ، ابو الفرج، عبد الرحمن بن علی، ابن الجوزی (508-597ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ . ”بلاشبہ اس کی صحت پر اہل علم کا اتفاق ہے۔“

(إعلام العالم بعد رسوخه بناسخ الحديث ومنسوخه، ص: 343)

④ حافظ، ابو الفضل، عبد الرحیم بن حسین، عراقی رحمہ اللہ (725-806ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . ”اس کی صحت پر اتفاق ہے۔“ (شرح البقرة والتذكرة: 66/2)

⑤ حافظ، ابو الحسن، علی بن محمد بن عبد الصمد، سخاوی رحمہ اللہ (558-643ھ) بھی

فرماتے ہیں:

وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . ”یہ حدیث متفق علیہ ہے۔“ (فتح المغیث: 350/3)

⑥ امیر المومنین فی الحدیث، امام، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، بخاری رحمہ اللہ

(194-256ھ) فرماتے ہیں:

وَبَيَّنَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے کہ متعہ منسوخ ہو گیا ہے۔“

(صحيح البخاري، تحت الحديث: 5119)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :

اس حدیث میں یوم خیبر کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ متعہ غزوہ خیبر کے موقع پر حرام ہوا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اس حدیث میں یوم خیبر کے الفاظ راوی کا وہم ہیں، کیونکہ امام زہری رحمہ اللہ کے تمام شاگرد یوم خیبر کے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے سالم رحمہ اللہ بیان

کرتے ہیں: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ، فَقَالَ :

حَرَامٌ، قَالَ : فَإِنَّ فَلَانًا يَقُولُ فِيهَا، فَقَالَ : وَاللَّهِ ! لَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَمَا كُنَّا مُسَافِحِينَ.

”ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: یہ حرام ہے۔ اس نے کہا: فلاں شخص اس کے جواز کا قائل ہے، تو فرمایا: اللہ کی قسم! یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ غزوہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دے دیا تھا۔ ہم زنا کار نہیں۔“ (الموطأ لابن وهب: 249، صحيح أبي عوانة: 29/3، شرح معاني الآثار للطحاوي: 25/3، السنن الكبرى للبيهقي: 207/7، وسنده صحيح)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”قوی“ قرار دیا ہے۔ (التلخیص الحبير: 155/3)

تنبیہ ①: علامہ، ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (691-751ھ) لکھتے ہیں:

”خیبر کے زمانہ میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس زمانہ میں متعہ حرام ہو، کیونکہ خیبر میں ساری کی ساری عورتیں یہودی تھیں، ان سے متعہ ممکن نہیں تھا، اس لیے کہ اس وقت اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہی نہیں تھا، تو ان سے متعہ کیسے صحیح تھا؟ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح سورۃ المائدہ کی آیت ﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطِّيبَاتُ﴾ کے نزول کے بعد جائز ہوا۔ یہ سورت بالکل آخری سورتوں میں سے ہے۔“ (دیکھیں زاد المعاد: 460/3)

اس کے جواب میں شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَقَعْ فِي الْحَدِيثِ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمْ اسْتَمْتَعُوا فِي خَيْبَرَ، وَإِنَّمَا فِيهِ مُجَرَّدُ النَّهْيِ، فَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ التَّمَتُّعَ مِنَ النِّسَاءِ كَانَ حَلَالًا.

”حدیث میں یہ صراحت تو نہیں ملتی کہ صحابہ کرام نے غزوہ خیبر کے موقع پر فی الواقع متعہ کیا تھا۔ اس حدیث میں تو صرف ممانعت کا ذکر ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اس دور میں متعہ حلال تھا۔“ (فتح الباری: 171/9)

نیز فرماتے ہیں: **يُمْكِنُ أَنْ يُجَابَ بِأَنَّ يَهُودَ خَيْبَرَ كَانُوا يُصَاهِرُونَ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ، فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ مِنْ نِسَائِهِمْ مَنْ وَقَعَ التَّمَتُّعُ بِهِنَّ، فَلَا يَنْهَضُ الْإِسْتِدْلَالُ بِمَا قَالَ.**

”اس کا یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ خیبر کے یہود اسلام سے قبل اوس و خزرج سے سرالی رشتے رکھتے تھے۔ ممکن ہے کہ ان کی عورتوں سے متعہ ہوا ہو، لہذا ابن قیم رحمہ اللہ کے بیان کردہ احتمال سے استدلال درست نہیں۔“ (فتح الباری: 170/9)

تنبیہ ②: سنن نسائی کی ایک روایت (3369) میں یوم خیبر کی بجائے یوم حنین کے الفاظ ہیں۔

یوم حنین کے الفاظ وہم پر مبنی ہیں، انہیں بیان کرنے میں عبد الوہاب ثقفی منفرد ہے۔ باقی سارے راوی یوم خیبر ہی بیان کرتے ہیں۔

ان الفاظ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ تَصْحِيفٌ مِّنْ خَيْبَرَ.

”ظاہر ہے کہ یہ خیبر سے تصحیف (پڑھنے میں غلطی) ہوئی ہے۔“ (التلخیص الحبیبر: 155/3)

اب فتح مکہ کے موقع پر ہونے والی ابدی حرمت ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر ②: سیدنا سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذْنْتُ لَكُمْ فِي الْإِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ

شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ، وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا» .

”لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے نکاح متعہ کرنے کی اجازت دی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا ہے۔ جس کے پاس نکاح متعہ والی کوئی عورت ہو، وہ اس کا راستہ چھوڑ دے اور جو تم نے ان کو دے دیا، اس میں سے کوئی چیز واپس نہ لو۔“
(صحیح مسلم: 21/1406)

ایک روایت (صحیح مسلم: 1406) میں یہ الفاظ بھی ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَهُوَ يَقُولُ . ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حجر اسود اور دروازے کے درمیان کھڑے ہوئے یہ فرما رہے تھے۔“

دوسری روایت (صحیح مسلم: 22/1406) میں ہے:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ، حِينَ دَخَلْنَا مَكَّةَ، ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتَّى نَهَانَا عَنْهَا . ”رسول اکرم ﷺ نے ہمیں فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوتے ہوئے متعہ کی اجازت دی، پھر ہم نکلے نہیں تھے کہ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔“

تیسری روایت (صحیح مسلم: 25/1406) کے الفاظ یوں ہیں:

نَهَى يَوْمَ الْفَتْحِ عَنِ مُتْعَةِ النِّسَاءِ .

”آپ ﷺ نے ہمیں عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرما دیا۔“

چوتھی روایت میں یہی بات یوں بیانی ہوئی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَالَ: «أَلَا إِنَّهَا

حَرَامٌ مِّنْ يَّوْمِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ أَعْطَى شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ». ”بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ نے متعہ سے منع کیا اور ارشاد فرمایا: خبردار! یہ آج کے دن سے قیامت تک کے لیے حرام ہو گیا ہے۔ جس نے (کسی عورت کو متعہ کے عوض) کوئی چیز دی ہو، وہ واپس نہ لے۔“ (صحیح مسلم: 28/1406)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ حرام کیا گیا، پھر بہت ہی محدود عرصے، تقریباً تین دن، کے لیے فتح مکہ کے موقع پر اس کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد فتح مکہ والے دن اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

متعہ کی حرمت کے حوالے سے دیگر روایات کا جائزہ

متعہ کی حرمت اور غزوہ اوطاس!

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ أُوطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ نَهَى عَنْهَا.

”رسول اللہ ﷺ نے اوطاس والے سال متعہ کی تین دن اجازت دی، پھر اس سے منع فرما دیا۔“ (صحیح مسلم: 18/1405)

ظاہری طور پر ان دونوں احادیث میں قیامت تک متعہ حرام ہونے کا موقع الگ الگ معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ دونوں احادیث ایک ہی بات کو بیان کر رہی ہیں۔

ان میں جمع و تطبیق کرتے ہوئے امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَعَامَ أُوطَاسٍ وَعَامَ الْفَتْحِ وَاحِدٌ، فَأُوطَاسٌ وَإِنْ كَانَتْ بَعْدَ الْفَتْحِ، فَكَانَتْ فِي عَامِ الْفَتْحِ بَعْدَهُ بَيَسِيرٍ، فَمَا نَهَى عَنْهُ؛ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى

عَامَ أَحَدِهِمَا أَوْ إِلَى الْآخِرِ، وَفِي رِوَايَةٍ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ الْإِذْنَ فِيهِ كَانَ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَقَعَ التَّحْرِيمُ، كَمَا هُوَ فِي رِوَايَةِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، فَرِوَايَتُهُمَا تَرْجِعُ إِلَى وَقْتٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ إِنْ كَانَ الْإِذْنُ فِي رِوَايَةِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ بَعْدَ الْفَتْحِ فِي غَزْوَةِ أُوطَاسٍ، فَقَدْ نُقِلَ نَهْيُهُ عَنْهَا بَعْدَ الْإِذْنِ فِيهَا، وَلَمْ يَثْبُتِ الْإِذْنُ فِيهَا بَعْدَ غَزْوَةِ أُوطَاسٍ، فَبَقِيَ تَحْرِيمُهَا إِلَى الْآبَدِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ!

”غزوہ اوطاس اور فتح مکہ کا سال ایک ہی ہے۔ اوطاس کا واقعہ اگرچہ بعد میں وقوع پذیر ہوا، لیکن یہ اسی سال فتح مکہ کے کچھ ہی عرصہ بعد ہوا تھا۔ لہذا اس ممانعت کو غزوہ اوطاس کے سال کی طرف منسوب کر لیں یا فتح مکہ کے سال کی طرف، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تین دن تک متعہ کی اجازت دی گئی تھی، پھر حرمت نازل ہو گئی۔ یہی بات سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہوئی ہے۔ یوں دونوں روایات ایک ہی وقت بتا رہی ہیں۔ اگر سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں واقعہ فتح مکہ کے بعد غزوہ اوطاس ہی میں متعہ کی اجازت بیان ہوئی ہو، تو بھی اس اجازت کے بعد متعہ سے ممانعت مروی ہے اور اس کے بعد اس کی اجازت بالکل مروی نہیں، لہذا اس طرح بھی متعہ کی ابدی حرمت باقی ہے۔“

(السنن الکبریٰ للبیہقی: 204/7)

یعنی فتح مکہ اور غزوہ اوطاس ایک ہی سال میں ہوئے، لہذا کسی نے اسے فتح مکہ کی طرف منسوب کیا اور کسی نے غزوہ اوطاس کی طرف۔ یہ واقعہ ایک ہی ہے اور دراصل فتح مکہ کے موقع پر ہی متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان فرما دیا گیا تھا۔

ایک اشکال اور اس کا ازالہ :

یہاں کسی کے ذہن میں یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ جب متعہ غزوہ خیبر میں حرام

ہونے کے بعد فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لیے دوبارہ جائز ہوا تھا اور پھر ابدی طور پر حرام ہوا تھا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو متعہ کے حوالے سے فتح مکہ والی حرمت ہی ذکر کرتے، نہ کہ غزوہ خیبر والی، جو بعد میں منسوخ بھی ہو گئی تھی؟ اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَنْ يَكُونَ الْإِذْنُ الَّذِي وَقَعَ عَامَ الْفَتْحِ لَمْ يَبْلُغْ عَلَيْهِ، لِقِصَرِ مُدَّةِ الْإِذْنِ، وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

”ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جو اجازت دی گئی تھی، وہ بہت مختصر عرصے، یعنی صرف تین دن کے لیے دی گئی تھی، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع نہ پہنچ سکی ہوگی۔“ (فتح الباری فی شرح صحیح البخاری: 171/9)

نیز فرماتے ہیں:

يُمْكِنُ الْإِنْفِصَالُ عَنْ ذَلِكَ بِأَنَّ عَلَيْهِ لَمْ تَبْلُغْهُ الرُّخْصَةُ فِيهَا يَوْمَ الْفَتْحِ، لَوْفُوعِ النَّهْيِ عَنْهَا عَنْ قُرْبٍ.

”اس اشکال سے بچنے کی ایک راہ یہ بھی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن متعہ کے بارے میں اجازت معلوم نہ ہو سکی، کیونکہ فوراً ہی تو دوبارہ متعہ سے منع فرما دیا گیا تھا۔“ (فتح الباری: 169/9)

متعہ کی حرمت اور حجة الوداع!

گزشتہ صفحات میں یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ نکاح متعہ کی حرمت ایک بار غزوہ خیبر کے موقع پر ہوئی، پھر فتح مکہ کے سال تین دن کے لیے اس کی رخصت دی گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک کے لیے اسے حرام فرما دیا۔ اس حقیقت کے برعکس کچھ روایات میں حجة الوداع کا تذکرہ ملتا ہے، اس بارے میں تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت یوں ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، يَنْهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتَعَةِ. ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر

نکاح متعہ سے منع فرماتے ہوئے سنا۔“ (مسند الإمام أحمد: 404/3، سنن أبي داود: 2072)

یہ روایت ”شاذ“ (ضعیف) ہے۔ اسماعیل بن امیہ راوی نے اسے بیان کرنے میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت، جن میں معمر بن راشد، صالح بن کیسان، سفیان بن عیینہ، عمرو بن حارث شامل ہیں، کی مخالفت کی ہے۔

اس بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَرَوَايَةُ الْجَمَاعَةِ أَوْلَى. ”امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرنے والے

زیادہ شاگردوں کی روایت رائج ہے۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: 204/7)

پھر اس روایت میں صرف متعہ سے ممانعت کا ذکر ہے، متعہ کی اجازت کا نہیں، لہذا اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان توفیق مکہ والے سال ہی فرما دیا تھا، البتہ مزید تاکید کے لیے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے حجۃ الوداع کے موقع پر بھی اس کا اعلان فرما دیا۔

اسی بات کو بیان کرتے ہوئے شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَلَعَلَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ إِعَادَةَ النَّهْيِ لِشَيْعٍ وَيَسْمَعَهُ مَنْ لَمْ يَسْمَعَهُ قَبْلَ ذَلِكَ. ”شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا اعلان دوبارہ اس

لیے کر دیا ہو کہ یہ بات خوب نشر ہو جائے اور جو پہلے نہیں سن پایا تھا، اب سن لے۔“

(فتح الباري: 170/9)



سنن ابن ماجہ (1692) وغیرہ میں ربیع بن سبرہ سے بیان کرتے ہوئے عبد العزیز بن عمر راوی نے بھی حجۃ الوداع کے ”شاذ“ الفاظ بیان کیے ہیں، جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَذَلِكَ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَكَابِرِ؛ ابْنُ جُرَيْجٍ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُمَا، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، وَهُوَ وَهُمْ، فِرَوَايَةُ الْجُمْهُورِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ زَمَنَ الْفَتْحِ.

”اسی طرح اکابر محدثین کی ایک جماعت، مثلاً ابن جریج اور سفیان ثوری وغیرہ نے عبد العزیز بن عمر سے حجۃ الوداع کے الفاظ نقل کیے ہیں، لیکن یہ (عبد العزیز بن عمر کا) وہم ہے۔ زیادہ راویوں نے ربیع بن سبرہ سے یہی بیان کیا ہے کہ متعہ کی حرمت فتح مکہ کے موقع پر ہوئی تھی۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی: 207/7)

ثابت ہوا کہ صحیح الفاظ وہی ہیں، جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے فتح مکہ والے سال منع فرمایا تھا۔

اسی بارے میں شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا حَجَّةُ الْوَدَاعِ؛ فَهُوَ اخْتِلَافٌ عَلَى الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، وَالرِّوَايَةُ عَنْهُ بِأَنَّهَا فِي الْفَتْحِ أَصَحُّ وَأَشْهَرُ.

”رہا (متعہ کی حرمت کے سلسلے میں) حجۃ الوداع (کا ذکر)، تو اس بارے میں ربیع بن سبرہ سے بیان کرنے میں کسی سے اختلاف ہوا ہے۔ ان سے صحیح ترین اور مشہور ترین روایت یہی ہے کہ متعہ کی حرمت فتح مکہ کے موقع پر ہوئی۔“ (فتح الباری: 170/9)

یاد رہے کہ طیوریات (2/740) والی روایت امام زہری رحمہ اللہ کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

متعہ کی حرمت اور غزوہ تبوک!

❁ فقیہ امت، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَزَلْنَا ثِيَّةَ الْوَدَاعِ، فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَصَابِيحَ، وَرَأَى نِسَاءً يَبْكِينَ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟»، فَقِيلَ: نِسَاءٌ تُمْتَعُ مِنْهُنَّ يَبْكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَرَّمَ [أَوْ قَالَ: هَدَمَ] الْمُتَعَةَ النَّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالْعِدَّةُ، وَالْمِيرَاثُ».

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں غزوہ تبوک کے لیے نکلے۔ دورانِ سفر ہم ثیۃ الوداع کے مقام پر ٹھہرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغوں کو جلتے اور عورتوں کو روتے دیکھا، تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یہ وہ عورتیں ہیں جن سے متعہ کیا گیا تھا، وہ رو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح، طلاق، عدت اور وراثت نے متعہ کو حرام کر دیا ہے۔“

(مسند أبي يعلى : 6625، سنن الدارقطني : 259/3، شرح معاني الآثار للطحاوي : 26/3، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (4149) نے ”صحیح“ کہا ہے، جبکہ حافظ ابن قنطار فاسی (بیان الوهم والإيهام الواقعين في كتاب الأحكام : 84/5) اور حافظ ابن حجر (التلخيص الحبير : 154/3، ح : 1500) رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔

اس کا راوی مؤمل بن اسماعیل جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ثقة، حسن الحدیث“ ہے۔ اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر متعہ کی حرمت ہوئی، بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے متعہ کی حرمت نازل ہو چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس



موقع پر اس کو دوبارہ بیان فرمادیا۔

شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قِصَّةُ تَبُوكَ؛ فَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمْ اسْتَمْتَعُوا مِنْهُنَّ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ، فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ وَقَعَ قَدِيمًا، ثُمَّ وَقَعَ التَّوْدِيعُ مِنْهُنَّ حِينَئِذٍ وَالنَّهْيُ، أَوْ كَانَ النَّهْيُ وَقَعَ قَدِيمًا، فَلَمْ يَبْلُغْ بَعْضُهُمْ فَاسْتَمَرَ عَلَى الرُّخْصَةِ.

”غزوہ تبوک کے سلسلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ صحابہ کرام نے اس موقع پر عورتوں سے متعہ کیا۔ ممکن ہے کہ متعہ تو پہلے ہی ہوا ہو، لیکن عورتوں سے جدائی اس وقت ہوئی ہو اور اسی وقت یہ ممانعت بھی بیان ہو گئی ہو۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ممانعت پہلے سے ہو گئی ہو، لیکن بعض صحابہ کرام کو اس کا علم نہ ہوا ہو اور وہ اس رخصت پر عمل کرتے رہے ہوں۔“ (فتح الباری: 170/9)

✽ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غَزْوَةِ تَبُوكَ، حَتَّى إِذَا كُنَّا عِنْدَ الْعُقَبَةِ مِمَّا يَلِي الشَّامَ، جَاءَتْ نِسْوَةٌ، فَذَكَّرْنَا تَمْتَعْنَا، وَهُنَّ يَجُلْنَ فِي رِحَالِنَا، أَوْ قَالَ: يَطْفُنَّ فِي رِحَالِنَا، فَجَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَيْهِنَّ، فَقَالَ: «مَنْ هَؤُلَاءِ النِّسْوَةُ؟»، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نِسْوَةٌ تَمْتَعْنَا مِنْهُنَّ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى احْمَرَّتْ وَجَنَّتَاهُ، وَتَمَعَّرَ لَوْنُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، فَقَامَ فِينَا، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى

عَلَيْهِ، ثُمَّ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ، فَتَوَادَعْنَا يَوْمَئِذٍ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، وَلَمْ نَعُدْ، وَلَا نَعُودُ لَهَا أَبَدًا، فَبِهَا سُمِّيَتْ يَوْمَئِذٍ الْوَدَاعُ.

”ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ تبوک کے لیے نکلے۔ جب ہم شام کی طرف عقبہ کے قریب پہنچے، تو کچھ عورتیں آئیں۔ ہم نے ان سے متعہ کا معاہدہ کر لیا، وہ ہمارے خیموں میں گھوم پھر رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ عورتوں کو دیکھ کر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ وہ عورتیں ہیں، جن سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ آپ ﷺ غصے میں آ گئے، حتیٰ کہ رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر ہمیں متعہ سے منع فرما دیا۔ ہم مردوں اور عورتوں نے اسی وقت جدائی اختیار کر لی۔ دوبارہ کبھی ایسا نہیں کیا، نہ اب کبھی کریں گے۔ اسی بنا پر اس جگہ کا نام ثنیۃ الوداع (جدائی کی گھاٹی) پڑ گیا۔“

(الاعتبار فی النسخ والمنسوخ من الآثار، ص: 178، نصب الراية للزيلعي: 179/3)

لیکن یہ روایت باطل (جھوٹی) ہے، کیونکہ:

① اس کا راوی عباد بن کثیر ”متروک“ ہے۔

② عبد اللہ بن محمد بن عقیل راوی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“

ہے۔ اس کے بارے میں حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ . ”اکثر محدثین کرام نے اسے ضعیف کہا ہے۔“

(المجموع شرح المہذب: 155/1)

علامہ مناوی رحمہ اللہ حافظ ابوالفتح یعمری سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ضَعَفَهُ الْأَكْثَرُ لِسَوْءِ حِفْظِهِ . ”جمہور محدثین کرام نے اس کے



حافظ کی خرابی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔“ (فیض القدیر: 527/5)

متعہ اور عمرۃ القضاء!

امام معمر اور امام حسن بصری رحمہما اللہ کی طرف منسوب ہے کہ:

مَا حَلَّتِ الْمُتَعَةُ قَطُّ، إِلَّا ثَلَاثًا فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، مَا حَلَّتْ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. ”متعہ صرف عمرۃ القضاء کے دوران تین دن حلال ہوا تھا، اس سے

پہلے یا بعد کبھی حلال نہیں ہوا۔“ (مصنّف عبد الرزّاق: 503/7، 504، ح: 14040)

یہ قول امام عبد الرزّاق رحمہ اللہ کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام کیا تھا؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ حلال ہی تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس کو حرام قرار دیا تھا۔ آئیے ان کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں:

✽ صحابی رسول، سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالْدَّقِيقِ، الْيَّامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، حَتَّى نَهَى عَنْهُ عُمَرُ، فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کھجوروں اور آٹے کی ایک مٹھی کے عوض متعہ کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حرث کے معاملے میں ہمیں اس سے منع فرما دیا۔“ (صحیح مسلم: 16/1405)

اس حدیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں متعہ سے روکا، یہ نہیں کہ انہوں نے خود اسے حرام کیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعہ کی حرمت معلوم نہیں ہو سکتی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر معلوم ہو گئی۔ سیدنا

عمرؓ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں متعہ سے روکا، تو یہی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام کر دیا تھا، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ بتایا کرتے ہیں:

لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللَّهِ! لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحَصَّنٌ، إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَحْلَاهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

”جب سیدنا عمر بن خطابؓ خلیفہ بنے، تو انہوں نے لوگوں سے یوں خطاب فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (فتح مکہ کے موقع پر) تین دن متعہ کی اجازت دی، پھر اسے حرام کر دیا۔ اللہ کی قسم! میں اگر کسی بھی شادی شدہ کو متعہ کرتا پاؤں گا، تو اسے پتھروں سے رجم کر دوں گا، سوائے اس صورت کے کہ وہ چار ایسے گواہ لائے، جو گواہی دیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے متعہ کو حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔“ (سنن ابن ماجہ: 1963، وسندہ حسن)

اسی لیے شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجرؒ اللہ لکھتے ہیں:

ثَبَّتَ نَهْيُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ ابْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِيهِ، بَعْدَ الْإِذْنِ فِيهِ، وَلَمْ نَجِدْ عَنْهُ الْإِذْنَ فِيهِ بَعْدَ النَّهْيِ عَنْهُ، فَنَهْيُ عُمَرَ مُوَافِقٌ لِنَهْيِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَتَمَامُهُ أَنْ يُقَالَ لَعَلَّ جَابِرًا وَمَنْ نُقِلَ عَنْهُ اسْتِمْرَارُهُمْ عَلَى ذَلِكَ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ نَهَى عَنْهَا عُمَرُ لَمْ يَبْلُغْهُمْ النَّهْيُ، وَمِمَّا يُسْتَفَادُ أَيْضًا أَنَّ عُمَرَ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا اجْتِهَادًا، وَإِنَّمَا نَهَى عَنْهَا مُسْتَنِدًّا إِلَى نَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ وَقَعَ التَّصْرِيحُ عَنْهُ بِذَلِكَ فِيمَا أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهٍ مِنْ طَرِيقِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ خَطْبًا، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتَعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا.

”رسول اللہ ﷺ کا متعہ کی اجازت دینے کے بعد اس سے منع کرنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ثابت ہے، جبکہ ممانعت کے بعد اس کی اجازت ثابت نہیں۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ سے منع کرنا رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کی موافقت میں تھا۔ یہ بات تب سمجھ میں آتی ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں کو، جو رسول اللہ ﷺ کے بعد متعہ کرتے رہے اور ان کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روکا، ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کا علم نہیں ہوا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ سے روکنے کا عمل اپنے اجتہاد سے نہیں کیا تھا، بلکہ اس ممانعت کی دلیل انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے ہی کو بنایا تھا۔ اس بات کی تصریح سنن ابن ماجہ کی اس روایت میں موجود ہے، جو سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (فتح مکہ کے موقع پر) تین دن متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اس سے (ہمیشہ ہمیشہ کے لیے) منع فرما دیا۔“ (فتح الباری: 9/172)

نیز یہ حدیث تو اس بات کی دلیل ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی متعہ شریعتِ اسلامیہ میں منسوخ اور حرام تھا، اسی لیے تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر اس کے قائل ہو گئے، ورنہ جس چیز کی رخصت رسول اللہ ﷺ نے دی ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو کیسے حرام کر سکتے ہیں اور ان کے کہنے پر دوسرے صحابہ کرام کیونکر اس سے رُک سکتے ہیں؟

جیسا کہ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (238-321ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ حَتَّى نَهَانَا عَنْهَا عُمَرُ، فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ لَمْ يَعْلَمْ بِتَحْرِيمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا، حَتَّى عَلِمَهُ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَفِي تَرْكِهِ مَا قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاحَهُ لَهُمْ، دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْحُجَّةَ قَدْ قَامَتْ عِنْدَهُ عَلَى نَسْخِ ذَلِكَ وَتَحْرِيمِهِ.

”رہا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ہم متعہ کرتے رہے، حتیٰ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روک دیا، تو ہو سکتا ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کا متعہ سے روکنا معلوم نہ ہوا ہو اور اس ممانعت کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے ہی ہوا ہو۔ پھر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کی جائز کی ہوئی رخصت سے رُک جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کا منسوخ اور حرام ہونا (رسول اللہ ﷺ سے) ثابت ہو چکا تھا۔“ (شرح معانی الآثار: 26/3)

متعہ اور علمائے امت

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ:

صحابی رسول، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَنْكِحَ امْرَأَةً إِلَّا نِكَاحَ الْإِسْلَامِ، يُمَهِّرُهَا، وَيَرِثُهَا وَتَرِثُهُ، وَلَا يُقَاضِيهَا عَلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ، إِنَّهَا امْرَأَتُهُ، فَإِنْ مَاتَ أَحَدُهُمَا لَمْ يَتَوَارَثَا.

”کسی مرد کے لیے جائز نہیں کہ کسی عورت سے اسلام کے نکاح کے علاوہ کوئی اور نکاح کرے۔ مرد عورت کو حق مہر دے گا اور بیوی (کے فوت ہونے پر اس) کا وارث بنے گا، (اور اس کے فوت ہونے پر) بیوی اس کی وارث بنے گی۔ کوئی مرد عورت سے معین



مدت تک نکاح نہ کرے کہ وہ اس کی بیوی تو ہو، لیکن اگر وہ فوت ہو جائے، تو وہ اس کی وارث نہ بن سکے۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی: 207/7، وسندہ صحیح)

✽ امام عروہ بن زبیر تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللَّهُ قُلُوبَهُمْ، كَمَا أَعْمَى أَبْصَارَهُمْ، يُفْتَنُونَ بِالْمُتْعَةِ، يُعْرِضُ بِرَجُلٍ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ، فَلَعَمْرِي، لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلَى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ، يُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَجَرَّبَ بِنَفْسِكَ، فَوَاللَّهِ، لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْبَارِكَ.

”سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں کھڑے ہوئے اور ایک شخص کی طرف تعریض کرتے ہوئے فرمایا: کچھ لوگوں کی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنکھیں اندھی کی ہیں، ان کے دل بھی اندھے کر دیئے ہیں اور وہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ پھر انہوں نے اس آدمی کو بلایا، تو وہ کہنے لگا: تم بڑے سخت طبع آدمی ہو، قسم سے متعہ تو امام المتقین، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوتا رہا ہے۔ اس پر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اپنی ذات پر ذرا تجربہ تو کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے ایسا کیا، تو میں ضرور تمہیں تیرے پھروں کے ساتھ رجم کر دوں گا۔“ (صحیح مسلم: 27/1406)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکاحِ متعہ کو جائز سمجھتے تھے، لیکن جب انہیں متعہ کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان معلوم ہوا، تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع فرما لیا تھا، جیسا کہ:

ابوجرہ، نصر بن عمران تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ مَوْلَى لَهُ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ فِي الْغَزْوِ، وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: صَدَقْتَ.

”میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے متعہ کے بارے میں سوال کیا، تو ان کے غلام نے کہا: یہ تو اس وقت غزوات میں جائز ہوتا تھا، جب عورتیں کم تھیں۔ اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تُو نے سچ کہا ہے۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 26/3، وسندہ حسن)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام طحاوی حنفی لکھتے ہیں:

هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّمَا أُبِيحَتْ وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ، أَيْ فَلَمَّا كَثُرَ ارْتَفَعَ الْمَعْنَى الَّذِي مِنْ أَجْلِهِ أُبِيحَتْ.

”یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، جو فرما رہے ہیں کہ متعہ اس وقت جائز قرار دیا گیا تھا، جب عورتیں کم تھیں۔ یعنی جب عورتیں زیادہ ہو گئیں، تو وہ سب ختم ہو گیا، جس کی بنا پر اسے جائز قرار دیا گیا تھا (لہذا اسے حرام کر دیا گیا)۔“ (شرح معانی الآثار: 26/3)

مشہور لغوی، ابن منظور، افریقی (282-370ھ) لکھتے ہیں:

فَالثَّابِتُ عِنْدَنَا أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَرَاهَا حَلَالًا، ثُمَّ لَمَّا وَقَفَ عَلَى نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا رَجَعَ عَنْ إِحْلَالِهَا.

”ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کو حلال سمجھتے تھے، پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا تھا، تو انہوں نے اس کو حلال قرار دینے سے رجوع فرما لیا تھا۔“ (لسان العرب: 330/8)



امام ابو عبیدہ، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (150-224 ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهُ كَانَ ذَلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهِ، ثُمَّ بَلَّغْنَا أَنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ.

”ہمارے علم میں کوئی بھی صحابی ایسا نہیں تھا، جو متعہ کی اجازت دیتا ہو، سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ ان کا فتویٰ اس بارے میں مشہور تھا، لیکن پھر ہمیں یہ روایت بھی پہنچ گئی کہ انہوں نے اس فتوے سے رجوع فرمالیا تھا۔“ (الناسخ والمنسوخ، ص: 80)

تابعین اور نکاحِ متعہ:

امام سعید بن مسیب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَسَخَ الْمُتَعَةَ الْمِيرَاثُ. ”متعہ کو وراثت نے منسوخ کر دیا ہے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 551/3، ح: 17070، وسنده صحيح)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد رشید، امام عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَلَا وَإِنَّ الْمُتَعَةَ هِيَ الزِّنَا. ”خبردار! نکاحِ متعہ زنا ہی ہے۔“

(الناسخ والمنسوخ للقياسم بن سلام: 130، مصنف ابن أبي شيبة: 552/3، وسنده حسن)

امام مالک رحمہ اللہ اور متعہ:

صاحب ہدایہ، علامہ مرغینانی حنفی (م: 593 ھ) نے لکھا ہے:

وَقَالَ مَالِكٌ: هُوَ جَائِزٌ. ”امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے۔“

(الهداية شرح بداية المبتدي: 333/2)

لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے، اس پر کئی دلائل ہیں:

① امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”موطا“ میں متعہ کی حرمت پر حدیث ذکر کی

ہے۔ شارح ہدایہ، علامہ عینی حنفی (762-855ھ) اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

عَادَةُ مَالِكٍ أَنْ لَا يَرْوِيَ حَدِيثًا فِي مُوَطَّأِهِ إِلَّا وَهُوَ يَذْهَبُ وَيَعْمَلُ بِهِ،
وَلَوْ ذَكَرَ عَنْهُ مَا ذَكَرَهُ الْكَامِلُ لَذَكَرَهُ أَصْحَابُهُ، وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ شَيْءٌ مِّنْ ذَلِكَ.

”امام مالک رحمہ اللہ کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی کتاب موطأ میں جو بھی حدیث ذکر کرتے ہیں، اس کے مطابق اپنا مذہب بھی بناتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر بات ایسے ہی ہوتی، جیسے اکمل نے ذکر کی ہے (کہ امام مالک رحمہ اللہ متعہ کو جائز سمجھتے تھے)، تو امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ان سے یہ بات ذکر کرتے، لیکن ان سے ایسی کوئی بات نقل نہیں کی گئی۔“ (البنایۃ شرح الہدایۃ: 63/5)

② علمائے حق میں سے کسی نے اس قول کو امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا۔

③ صاحب ہدایہ کے رد میں کاکی حنفی لکھتے ہیں:

هَذَا سَهْوٌ، فَإِنَّ الْمَذْكَورَ فِي كُتُبِ مَالِكٍ حُرْمَةُ نِكَاحِ الْمُتَعَةِ.
”یہ صاحب ہدایہ کی غلطی ہے، کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کی کتب میں نکاحِ متعہ کی حرمت ذکر کی گئی ہے۔“ (البنایۃ شرح الہدایۃ للعینی الحنفی: 63/5)

④ مالکیوں کی کتابوں میں متعہ کو بالاجماع حرام لکھا گیا ہے۔

⑤ شارح ہدایہ، علامہ ابن ہمام حنفی (790-861ھ) لکھتے ہیں:

نَسَبَتْهُ إِلَى مَالِكٍ غَلَطٌ. ”امام مالک کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے۔“

(فتح القدیر: 247/3)

⑥ اس بارے میں ابن نجیم حنفی (م: 790ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا فِي الْهَدَايَةِ، مِنْ نَسَبَتِهِ إِلَى مَالِكٍ، فَعَلَطُ، كَمَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُونَ.



”ہدایہ میں امام مالک رحمہ اللہ کی طرف جو متعہ کے جواز کی نسبت کی گئی ہے، وہ غلط ہے، جیسا کہ شارحین نے ذکر کیا ہے۔“ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: 115/3)

معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا متعہ کو جائز کہنا قطعاً ثابت نہیں۔

اہل حجاز اور متعہ:

❁ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ:

يُجْتَنَّبُ أَوْ يُتْرَكُ مِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِرَاقِ خَمْسٌ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْحِجَازِ خَمْسٌ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِرَاقِ: شُرْبُ الْمُسْكِرِ، وَالْأَكْلُ عِنْدَ الْفَجْرِ فِي رَمَضَانَ، وَلَا جُمُعَةٍ إِلَّا فِي سَبْعَةِ أَمْصَارٍ، وَتَأْخِيرُ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى يَكُونَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ أَرْبَعَةَ أَمْثَالِهِ، وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْحِجَازِ: اسْتِمَاعُ الْمَلَاهِي، وَالْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ، وَالْمُتَعَةُ بِالنِّسَاءِ، وَالذَّرْهَمُ بِالذَّرْهَمَيْنِ، وَالذِّينَارُ بِالذِّينَارَيْنِ يَدًا بِيَدٍ، وَإِيتَانُ النِّسَاءِ فِي أَذْبَارِهِنَّ.

”پانچ اقوال اہل عراق کے اور پانچ اقوال اہل حجاز کے چھوڑ دیئے جائیں؛ اہل عراق کے یہ پانچ قول ترک کیے جائیں: ① نشہ آور چیز پینا۔ ② رمضان میں فجر کے نزدیک کھانا۔ ③ سات شہروں کے علاوہ کہیں بھی جمعہ نہ ہونا۔ ④ چار گنا سایہ ہونے تک عصر کی نماز کو لیٹ کرنا۔ ⑤ کفار سے لڑائی کے دوران بھاگ جانا۔ اور اہل حجاز کے یہ پانچ اقوال قابل ترک ہیں؛ ① موسیقی سننا۔ ② دو نمازوں کو بغیر عذر کے جمع کرنا۔ ③ عورتوں سے متعہ کرنا۔ ④ نقد کی صورت میں ایک درہم کے بدلے دو درہم اور ایک دینار کے بدلے دو دینار کا لین دین کرنا۔ ⑤ عورتوں سے غیر فطری مباشرت۔“

(معرفة علوم الحديث للحاكم: 65، تاريخ دمشق لابن عساكر: 58/54، 59)

لیکن اس کی سند سخت ”ضعیف“ ہے، کیونکہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کے شاگرد ابو عبد اللہ بن بحر کی توثیق نہیں مل سکی۔ غیر معتبر اور نامعلوم لوگوں کی بیان کردہ بات قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

✽ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک قول میں متعہ کے جواز کی نسبت

اہل مکہ کی طرف کی گئی ہے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر 1: 362)

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کا راوی محمد بن ادریس بن حجاج المعروف بہ ابن

ابو حمادہ ”مجہول“ ہے۔ متقدمین ائمہ محدثین میں سے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔ اس میں

ایک اور علت بھی ہے۔

متعہ اور حج تمتع؟

بعض احادیث میں حج تمتع کو بھی متعہ کہا گیا ہے۔ اس سے بھی بعض لوگ دھوکا کھا

جاتے ہیں اور ان احادیث کو نکاحِ متعہ پر دلیل بنا لیتے ہیں، جیسا کہ:

✽ مسلم القری، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْنَا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ:

فَعَلْنَاهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”ہم سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے عورتوں کے متعہ (حج) کے

بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسا کیا

ہوا ہے۔“ (السنن الکبریٰ للنسائی: 5515، مسند أبي داود الطيالسي: 1742، وسنده حسن)

مجم کبیر طبرانی (103/24) میں صرف ”متعہ“ کے الفاظ ہیں۔

اس سے مراد حج تمتع ہے، کیونکہ اسے بھی مجازاً متعہ حج کہا جاتا ہے۔ اصل عبارت یوں

ہے: فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ لِلنِّسَاءِ.

”ہم نے سیدہ اسماء سے عورتوں کے لیے حج تمتع کرنے کے بارے میں پوچھا۔“
اسی پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں حج تمتع کیا ہوا ہے۔
اس بات کی وضاحت صحیح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے:

❀ مسلم القری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ، فَرَخَّصَ فِيهَا، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا،
فَقَالَ: هَذِهِ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تَحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَخَّصَ فِيهَا، فَأَدْخَلُوا عَلَيْهَا، فَاسْأَلُوهَا، قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ
صَخْمَةٌ عَمِيَاءُ، فَقَالَتْ: قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا.

”میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں
نے اس کی رخصت دی، جبکہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرماتے تھے۔ سیدنا ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس
میں رخصت دی تھی، ان کے پاس جاؤ اور پوچھ لو۔ ہم سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے پاس
حاضر ہوئے، وہ نابینا اور بھاری بھر کم عورت تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ
نے حج تمتع کی اجازت دی تھی۔“ (صحیح مسلم: 1238)

اس کی مزید تائید صحیح بخاری (1796) اور صحیح مسلم (1237) کی ایک دوسری حدیث
سے بھی ہوتی ہے۔ ثابت ہوا کہ حدیث میں متعہ سے مراد متعۃ الحج ہے، نہ کہ نکاحِ متعہ۔

الحاصل: قرآن و سنت اور اجماع امت کی رو سے نکاحِ متعہ قیامت

تک حرام کر دیا گیا ہے۔ اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

